TQ Lesson 214 Surah Luqman 16-19 tafsir

آپ دیکھئے کہ جو پہلی نصیحت تھی حضرت لقمان علیہ السلام کی وہ کیا تھی کہ اللہ کی اطاعت اور والدین کی اطاعت۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کی اطاعت کریں اور بندوں میں سے والدین کا درجہ سب سے اونچا ہے، سب سے اعلیٰ اور افضل ہے ان کی خدمت اور اطاعت کریں اور ان کو راضی کرنے کی ہم فکر کریں اچھا تو یہ تھی پہلی وصیت جو ہم نے پہلے سبق میں پڑھی تھی دوسری وصیت کیا ہے یہ ہمیں آیت 16 میں پتہ چلتی ہے

آیت نمبر 16۔ يَٰبُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ أَوْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ

ترجمہ۔ (اور لقمان نے کہا تھا کہ) "بیٹا، کوئی چیز رائی کے دانہ برابر بھی ہو اور کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں کہیں چھپی ہوئی ہو، اللہ اُسے نکال لائے گا وہ باریک بین اور باخبر ہے

اور آیت نمبر 16 عقائد کے متعلق ہے اور یہ عقیدہ کیا ہے؟اس میں اللہ کی عظیم قدرت اور اللہ کے علم کا تعارف کروایا جا رہا ہے اللہ رب العزت اعلان کر رہے ہیں کہ تم میرے علم اور قدرت کو تو دیکھو اب حضرت لقمان علیہ السلام کہتے ہیں اپنے بیٹے کو **يَٰبُنَيَّ** اے میرے بیٹے بار بار اپنے بیٹے کو کہنا اے میرے بیٹے، عملی زندگی میں ہم ایک آدھ دفعہ تو کہہ دیتے ہیں اے میرے پیارے بیٹے اے میری جان اے میرے مٹھو پھر اس کے بعد کیا کرتے ہیں دفع ہو جاؤ تم نے میری جان کھائی ہوئی ہے تمہیں میری بات کا اثر ہی نہیں ہوتا تم میری بات سنتے ہی نہیں ہو یا پھر ہم کچھ دیر تو پیار کرتے ہیں لیکن ہر وقت پیار کرنے کی حالت میں نہیں رہتے ہمیں غصہ آ جاتا ہے ان کی حرکتوں پر ان کے عملوں پر ان کے رویوں پر دل نفرت سے بھر جاتا ہے ناراض ہوتے رہتے ہیں ہر وقت انہیں کے شکوے کرتے رہتے ہیں لیکن حضرت لقمان علیہ السلام دوسری نصیحت کر رہے ہیں **يَٰبُنَيَّ** اے میرے بیٹے پہلی نصیحت تھی تب بھی **يَٰبُنَيَّ** دوسری نصیحت ہے تو بھی **يَٰبُنَيَّ** تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو توجہ دیتے تھے وہ اپنے بیٹے کو وقت دیتے تھے وہ اپنے بیٹے کو لے کے بیٹھتے تھے تو والدین کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھیں یعنی اپنی اولاد کے ساتھ وقت گزارنا ایک ہو یا زیادہ ہوں۔ ساری دنیا کی فکر ہو لیکن اپنی اولاد کی فکر نہ ہو سارا وقت باہر گزار دیا جائے گھر میں بچے ٹی وی کمپیوٹر کے آگے بیٹھے ہیں یا وہ کن دوستوں کے ساتھ گئے ہیں ہمیں کوئی خبر ہی نہ ہو بلکہ نہیں اپنے بچوں کو اپنی نظروں میں رکھنا چاہئے اور اللہ کے بعد والدین اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو کیسے بناتے ہیں اور کس طرح سے بگاڑتے ہیں اور اپنے بچوں کی فکر کرنی چاہئے تو **يَٰبُنَيَّ** اے میرے بیٹے **إِنَّهَآ** بے شک وہ **إِن تَكُ** اگر ہو **"ن"** (تکن) گر چکا ہے **إِن تَكُ** یہ فعل مضارع ہے **(ک و ن)** اس کا مادہ ہے کہ اگر ہو **مِثْقَالَ حَبَّةٍ** برابر ایک دانے کے آپ پڑھ ہی چکی ہیں **(ح ب ب)** اس کے معنی ہوتے ہیں گندم کا دانہ یا کوئی بھی دانہ تو اگر ہو ایک دانے کے برابر **مِّنْ خَرْدَلٍ** رائی کے دانے کے اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ رائی بہت ہی حقیر ہے اس کا وزن بہت تھوڑا ہے تو گویا کہ رائی کے دانے کی مثال اللہ تعالی نے دی کہ وہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ جس کا وزن محسوس نہیں ہوتا ہاتھ میں پکڑیں تو محسوس نہیں ہوتا تولیں تو ترازو کے پلڑے کو وہ جھکاتا بھی نہیں ہے کچھ بھی نہیں کرتا۔ حضرت لقمان علیہ السلام کتنی خوبصورت مثال دے رہے ہیں اپنے بیٹے کو **يَٰبُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ** اے میرے بیٹے کہ اگر کوئی چیز جس کا وزن رائی کے دانے کے برابر ہے اور رائی کے

دانے کا کچھ وزن بھی نہیں ہوتا **فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ** اور وہ کسی چٹان میں **(ص خ ر) یہ** پہاڑ کو نہیں کہتے یہ بہت بڑے بلند پتھر کو بھی کہتے ہیں اور بعض مفسرین اس سے مراد پہاڑی اور گھاٹی بھی لیتے ہیں کہ اگر کوئی چیز ہے رائی کے دانے کے برابر ہو اور وہ کسی گھاٹی کے اندر کسی پہاڑی کے اندر ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ کوئی چیز کسی چٹان میں ہے کسی گھاٹی کے اندر ہے تو ہمیں تو نظر نہیں آتی اور وہ رائی کے دانے کے برابر یعنی کتنی معمولی ہے کتنی حقیر ہے ہم تو اس کا ادراک نہیں کر سکتے ہم تو اس کا احاطہ نہیں کر سکتے دوسری بات کہی **أَوْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ** یا ہو آسمانوں میں یعنی آسمانوں میں کوئی رائی کے برابر ذرہ ہے ہم سے تو بہت بعید ہے لیکن اللہ کے وہ بہت قریب ہے پھر تیسری بات کہی **أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ** یا ہو زمین کے اندر یعنی زمین کی تہوں میں پڑی ہوئی کوئی چیز ہے سخت تاریکی میں ہےاور ہے رائی کے دانے کے برابر ہمیں کہاں نظر آئے گی اور ہے بھی زمین کی تہوں کے اندر یہ نہیں کہا کہ زمین کے اوپر اور زمین کے اوپر بھی اگر سوئی گر جائے تو ہمیں نظر نہیں آتی آپ کی ناک کی کیل گر گئی ہے نظر نہیں آتی کان کی بالی گر گئی ہے نظر نہیں آتی چیزیں گر جاتی ہیں ہم ڈھونڈتے رہتے ہیں ملتی نہیں ہیں لیکن رائی کے برابر چیز ہے زمین کے اوپر نہیں زمین کے اندر تو یہاں پر بتایا یہ جارہا ہے کہ کوئی بھی چیز کسی **خَرْدَلٍ** کے اندر ہے کسی پہاڑی یا گھاٹی کے اندر ہے بہت بڑے بلند پتھر کے اندر ہے یا وہ آسمانوں میں ہے یا زمین میں ہے اور آپ سوچیں کہ ہم محسوس نہیں کرسکتے اس کو ہم اس کا وزن نہیں کرسکتے اللہ کیا کرے گا؟**يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ** اللہ اس کو نکال لائے گا اس کے معنی کیا ہیں؟ کہ اللہ کے علم اور اللہ کی گرفت سے وہ چیز چھپ نہیں سکتی وہ چیز بچ نہیں سکتی۔ دانہ چٹان کے اندر چھپا ہوا ہے ذرہ آسمانوں کے اوپر ہے زمین کی تہوں کے اندر ہے کتنی ہی محفوظ جگہ اور مخفی ترین جگہ میں کیوں نہیں ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پر چٹان کے اندر کوئی چیز ہوتی ہے تو آبادی سے دور جنگل بیابان میں ہے، پہاڑوں میں ہے ،دور ہے غیر آباد جگہ میں ہے یا آباد جگہ میں ہے زمین کے اندر ہے یا پھر آسمانوں کے اوپر ہے کہیں بھی ہے لیکن تم سے تو چھپی ہوئی ہے تم سے دور ہے پوشیدہ ہے لیکن اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے اللہ کیا کرے گا؟ **يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ** **ياتِ** کے ساتھ **"ب"** حرف **"جر"** آتا ہے تو کیا معنی ہوتے ہیں؟ لانا ، اللہ اسے نکال لائے گا **"هَا" کی** ضمیر اس رائی کے دانے کیلئے آئی ہے اور **حدیث** کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص بے سوراخ کے پتھر میں بھی کوئی عمل کرے گا جس کا نہ کوئی دروازہ ہو نہ کھڑکی اللہ تعالیٰ اسے لوگوں پر ظاہر کر دے گا چاہے وہ کیسا ہی عمل ہو تو اس آیت کے اندر جو بات بتائی جارہی ہے کہ انسان اچھا کام کرے یا برا کتنا ہی چھپ کر کیوں نہ کرے اللہ سے مخفی نہیں رہ سکتا قیامت والے دن اللہ اسے لا کرحاضر کر دے گا یا تو اس کی سزا دے گا یا اس کی جزا دے گا تو کیا بات میرے اور آپ کے سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے یہاں پہ عالم الغیب کی وسعت، اس کی قدرت، اس کا جو علم ہے اور اس کے علم کا جو احاطہ ہے اس کا اللہ تعالیٰ تعارف کروا رہے ہیں آپ سوچئے یہاں شروع میں ہی کہا **يَٰبُنَىَّ إِنَّهَآ** ،اِنہا کی **"هَا"** میں جو ضمیر ہے وہ کیا ہے؟ یعنی متکلم سے کہا جا رہا ہے کہ اپنے **"معبود"** کو تو دیکھو یعنی تم جو کچھ کر رہے ہو اگر شرک کر رہے ہو اللہ اس کو بھی لا کھڑا کرے گا **"هَا"** کی ضمیر کسی بھی چیز کے لئے ہے تو اس زمانے میں لوگ شرک کرتے تھے تو ان کے معبودوں کی طرف بھی ہو سکتی ہے کہتے ہیں **'إِنَّهَا'** میں ضمیرِ قصہ یا ضمیرِ شان ہے۔ اس صورت میں متکلم، ضمیر (اپنی مرضی سے) اپنے معہود ذہنی (وہ اسم نکرہ جو ذہن متکلم یا مخاطب میں کسی خاص شخص کے متعلق ہو ، مثلاً علامہ سے مراد اقبال لی جائے یا چچا سے منتصرحسین تارڑ مراد لی جائے) کو پیش نظر رکھ کر استعمال کر سکتا ہے۔ پھر اسکے معنی کیا ہے ؟ دراصل جو بھی عقیدےتمہارے ذہنوں کے اندر ہیں تم شرک کرتے ہو تو اللہ تعالی قیامت کے دن تمہیں

بھی اور تمہارے شریکوں کو بھی لا کھڑا کرے گا تمہارا شرک اللّٰہ سے چھپ نہیں سکتا دنیا سے چھپ جائے یا پھر یہ کہ انسان کوئی بھی گناہ کرتا ہے غلطیاں کرتا ہے اس کی جو حرکات و سکنات ہیں وہ اللّٰہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں آپ دیکھیں یہاں پر جو صفات استعمال کی گئی ہیں **إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ** بے شک اللّٰہ لطیف ہے لطیف کے معنی کیا ہوتے ہیں ؟ باریک بین۔ (زمانے کی وجہ سے دوستوں کی وجہ سے کہ لوگ مجھے واہ واہ کہیں تو دل میں جو خیال ہے) تو اللّٰہ تعالی کی ذات بڑی باریک بین ہے **لَطِيف** ہے چھوٹی سے چھوٹی جو چیز ہے اس کی بھی وہ خبر لینے والی ہے کہ رائی کے دانے کے برابر کوئی چیز تاریکیوں میں پڑی ہوئی ہے لیکن اللّٰہ سے چھپ نہیں سکتی شرک کیا ہے؟ سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر سیاہ چیونٹی چل رہی ہے ہمیں تو نظر نہیں آتی دل میں ایک خیال آیا ہےکہ جو اچھا کام آپ کر رہے ہیں زمانے کی وجہ سے دوستوں کی وجہ سے کہ لوگ مجھے واہ واہ کہیں تو دل میں شرک کا خیال ایسے ہی آتا ہے شیطان ایسے ہی گناہوں کی طرف آمادہ کرتا ہے جیسے سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر سیاہ چیونٹی چل رہی ہے پتہ بھی نہیں چلتا تو یہ شرک خفی ہے تو اللّٰہ اس کو نکال لائے گا اور اگر کوئی نیکی انسان کرتا ہے اچھا کام کرتا ہے شکر گزاری کرتا ہے تو اللّٰہ اس کو بھی نکال باہر کرے گا۔ وہ خبیر ہے خبردار اندھیری رات میں چلنے والی چیونٹی کی حرکات و سکنات سے وہ باخبر ہے کوئی نہیں جانتا کوئی نہیں دیکھ رہا کوئی نہیں سن رہا اور کوئی نیکی کر رہا ہے کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہے کوئی اس کا پوچھنے والا نہیں ہے لیکن اللّٰہ تو اس کو دیکھتا ہے اللّٰہ کو تو اس کی خوب خبر ہے تو گویا کہ یہ بات یہاں پہ بتائی جا رہی ہے کہ جو بھی اچھا کام کرے گا یا برا کام کرے گا جب محاسبے کا وقت ہوگا تو اللّٰہ ایک ایک حرکت کا ریکارڈ سامنے لا کر رکھ دے گا آپ دیکھیں اسی سے ملتی جلتی آیت تھی ساری رات امام ابو حنیفہ رحمہ اللّٰہ روتے رہے **فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ(7)وَ مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ(8)** سورت الزلزال ہے اس میں کیا تھا کہ جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا جس نے ذرا برابر برائی کی وہ بھی اس کو دیکھ لے گا۔ تو اب عشاء کی نماز سے لے کر حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا پوری رات اپنی داڑھی کو ہاتھ میں پکڑ کر اپنا محاسبہ کر رہے تھے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اے نعمان یعنی وہ ذات جو ذرہ برابر نیکی کو اور ذرہ برابر برائی کو نکال لائے گی تو پھر تیرا کیا بنے گا۔اور میں اکثر اس بات پہ سوچتی ہوں کسی کا ایک آنکھ کا اشارہ دوسرے کے دل کو زخمی کر دیتا ہے کسی کا ایک جملہ دوسرے کے گھر میں فتنہ کھڑا کر دیتا ہے۔ کسی کا کیلے کا چھلکا باہر پھینک دینا دوسرے کی ٹانگ کو توڑنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔کبھی چھوٹی سی معمولی سی غلطی ہوتی ہے تصور بھی نہیں ہوتا ایک جملہ آپ بولتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچ لیتے ہیں، ایک دفعہ رسول اللّٰہ ﷺ کے مزار پر بیٹھے رو رہے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا ذرہ برابر ریا بھی شرک ہے، ذرا سا دکھاوا شرک ہے بیٹھے زبان کو پکڑ کر کھینچ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے بعد خلیفہ بننے نے ہمیں تھکا دیا کیا مطلب تھا اس کا ؟ آپ کا جو معیار تھا تقویٰ کا کوئی ایسا خلیفہ ہو جو بڑا متقی ہے بہت نیک ہے اس کے بعد کوئی اور حاکم بنے اور سوچیں کہ اس کے معیار کو برقرار رکھنا ہےتو بڑی بات ہے واقعی لوگ تھک جاتے ہیں کندھے شل ہو جاتے ہیں کیونکہ بلندی چڑھنا بڑا مشکل ہوتا ہے اترنا تو بڑا آسان ہوتا ہے تو میری پیاری بہنوں یہ ایک آیت میری اور آپ کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتی ہے کیونکہ یہاں پہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو اللّٰہ سے ڈرا رہے ہیں اللّٰہ کا خوف پیدا کر رہے ہیں اور اللّٰہ کا خوف کیا ہے اللّٰہ کا خوف یہ ہے کہ میرا اور آپ کا کوئی عمل کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو دنیا سے تو چھپ جائے لیکن اللّٰہ سے چھپ نہیں سکتا۔ تو عقیدہ توحید کی یہ بہت بڑی دلیل ہے اللّٰہ کے علم و قدرت کا ہر چیز پر احاطہ ہے یہ ہےاصل بات آپ دیکھیں کہ بچے کمپیوٹر پر

بیٹھے ہیں انٹرنیٹ پر ہیں اور ماں باپ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم سکول کا کام کر رہے ہیں اور وہ چیٹنگ کر رہے ہیں یا کوئی غلط کام کر رہے ہیں فوراً **screen** بدل دیتے ہیں اور ماں باپ کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ تو کیا اللہ کو بھی پتہ نہیں چلتا اور بعض بھولے والدین کیا کرتے ہیں بچوں کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں ٹھیک ہے بچوں کو دیکھا کریں لیکن اپنے آپ سے ڈرانے کی بجائے بچوں کو اللہ سے ڈرائیں اللہ کا خوف پیدا کریں آپ سوئے ہوئے ہیں آپ گھر میں موجود نہیں ہیں آپ انہیں دیکھ نہیں رہے اللہ کا خوف جب وہ برائی کرنا چاہیں گے اللہ کا خوف ان کے پاؤں کی زنجیر بن جائے گا اللہ عالم الغیب ہے اللہ لطیف ہے اللہ خبیر ہے ایک ایک بات کو سنتا ہے جو اونچا کرے جو آہستہ کرے اور کسی کے دل میں خیال بھی آئے وہ اسے بھی جانتا ہے ، تو اصل بات کیا ہے کہ توحید کی بنیاد اللہ کا خوف ہے کہ اللہ کا خوف دلوں میں بٹھایا جائے اور اللہ کا خوف جس دل میں ہوتا ہے، جس گھر میں ہوتا ہے تو وہ گھر جنت کا نمونہ بن جاتا ہے وہ گھر پہاڑی کا چراغ بن جاتا ہے جسے دیکھ دیکھ کر لوگ راہ پاتے ہیں جسے دیکھ کر بگڑے سنور جاتے ہیں اور بعض اوقات شاگرد استاد سے ڈرتے ہیں اور استاد اپنے آپ سے بچوں کو ڈراتے ہیں تو اللہ سے ڈرانا چاہئے بعض اوقات مائیں ڈراتی ہیں باپ سے کہ باپ آئے گا تو یہ ہو جائے گا۔ باپ کا ڈر ٹھیک ہے ماں باپ کا ادب و احترام بچوں کے دلوں میں بٹھانا چاہئے لیکن دل پر اللہ کی عظمت، اللہ کے علم ،اللہ کے خبیر اور بصیر اور سمیع ہونے کے پہرے بٹھانے چاہئیں آج امت مسلمہ جو کمزور ہے اور عمل خراب ہو رہے ہیں تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بچوں کے دلوں میں اللہ کا خوف نہیں بٹھایا اللہ کا تعارف نہیں کروایا۔ یہ اسلام کی عمارت کی پہلی بنیادی اینٹ ہے ،ایک عورت پچھلے دنوں ہمارے گھر آئی اور رو رہی تھی بار بار فون کر رہی تھی اور میں بھی مصروف تھی تو میں نے اسے کہا کہ آپ کے اور بھی استاد ہیں آپ ان سے پوچھیں کہنے لگی کہ ایک بات آپ سے ہی کرنا چاہتی ہوں پھر وہ میرے گھر آئیں ، میں ان کو نہیں جانتی تھی اور پھر انہوں نے بتایا کہ جوان بیٹیاں ہیں اور گھر سے عبایا پہن کے جاتی تھیں اور پھر وہ پینٹ شرٹ پہن لیتی تھیں مجھے کسی نے بتایا لیکن مجھے یقین نہیں آیا اور اس کے بعد پھر میں پیدل چلی کہ آج میں دیکھوں تو سہی تو میں نے دیکھا دور سے کچھ بچیاں آ رہی تھیں تو میں نے کہا میری بیٹیاں ابھی تک نہیں آئیں قریب آئی تو دیکھا وہ تو میری ہی بیٹیاں تھیں مجھے دیکھ کر انہیں شرم بھی نہیں آئی مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ انہیں افسوس بھی نہیں ہوا (جیسے آنکھوں میں ایک حیاء ہوتی ہے ان کو وہ بھی نہیں آئی) کہ ہماری ماں کو آج یہ بات پتہ چل گئی ہے ، تو اصل بات کیا ہے اگر بچوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں یا اپنی تربیت کرنا چاہتے ہیں جیسے بعض عورتیں شوہر کو دیکھتی ہیں تو پردہ کرنا شروع کر دیتی ہیں اللہ کے لئے پردہ کرنا چاہئے بچوں کے اندر اللہ کا خوف پیدا کرنا چاہئے اور ایسا ڈر نہیں پیدا کرنا چاہئے کہ ماں باپ سامنے ہیں تو بچے کچھ اور ہیں جب ماں باپ سامنے سے ہٹ گئے تو بچے کچھ اور ہیں تو یہ کیا ہے؟ منافقت ، دو رخی اسکی وجہ کیا ہے ؟ اسلئے کہ ہم بچوں کو لوگوں سے ڈراتے ہیں ہم معاشرے سے ڈراتے ہیں ہم رشتہ داروں سے ڈراتے ہیں ہم اپنے آپ سے ڈراتے ہیں جیسے آپ دیکھیں آپ گاڑی چلا رہی ہیں اور آپ کہتی ہیں پولیس آ جائے گی تو آپ جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک کے قانون کو پورا تو کریں ۔ ہم اس ملک سے سہولتیں تو لیتے ہیں لیکن اس کے قانون کو پورا کیوں نہیں کرتے ، کچرا باندھ کے رکھنا جیسے کہ کہا جاتا ہے پھر اسی طرح سیٹ بیلٹ اگر ہم لگائیں گے تو ہمارا ہی فائدہ ہے لیکن ہم کہتے ہیں پولیس کی گاڑی آگئی ، کیمرہ تھا مجھے تو پتہ نہیں تھا یہاں پہ سرخ بتی سے گزر گئے اور اب تو ہماری تصویر آگئی اب کیا ہوگا تو قانون سے ڈرتے ہیں تو کس سے ڈریں ؟ اللہ کا ڈر اور اللہ کا خوف پیدا کریں۔ اور جن والدین نے اپنے اور اپنے بچوں کے دلوں میں اللہ کا خوف

پیدا کیا وہ سنور گئے کیونکہ یہ ہے اصل بات۔ اور آج افسوس اس بات کا ہے کہ نہ ہی قرآن بچوں کے دلوں میں صحیح سے اتارا، اور نہ اللہ کا خوف اتارا، نہ اللہ کا ڈر ، نہ اللہ کا تقویٰ۔

آیت نمبر 17۔ يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ

ترجمہ۔ بیٹا، نماز قائم کرنے کا حکم دے، بدی سے منع کر، اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کر یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے

اس کے بعد آیت نمبر 17 میں جو وصیتِ لقمانی ہے یہ اصلاحِ عمل سے متعلق ہے۔ پہلی بات کیا تھی ؟عقیدے سے متعلق تھی (بیج)، اب کیا ہے کہ پودا کیسا نکلے گا جب بیج اچھا ہوگا جب خوفِ خدا ہوگا پھر کیا ہوگا ؟ **يَٰبُنَيَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ** اے میرےبیٹے نماز قائم کر اب آپ دیکھ لیں اب پھر نماز پڑھنے کو کہہ رہے ہیں اپنے بیٹے کو **يَٰبُنَيَّ** اے میرے بیٹے ، کاش کہ اللہ تعالی مجھے اور آپ کو اپنے بچوں سے پیار کرنے والا بنائے کیونکہ ہم جو بچوں کی ہر وقت شکایتیں کرتے ہیں یا بعض والدین بچوں کے ساتھ بہت سختی کرتے ہیں ایک بات یاد رکھیں کہ زیادہ سختی سے چیز ٹوٹ تو جاتی ہے لیکن اس میں لچک پیدا نہیں ہوتی ، تو لچک کیسے پیدا ہوتی ہے ؟ محبت کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیار کے ساتھ آپس میں بات چیت کرنی چاہئے بچوں اور ماں باپ کے اندر دوری نہیں ہونی چاہئے۔ بچے نے غلطی کر بھی لی ہے تو ماں کی گود میں سر رکھ کر کہہ دے ماں مجھ سے یہ غلطی ہوگئی ہے وہ باپ کے پاس آتے ہوئے ڈرے نہیں بعض اوقات کیا ہوتا ہے ایک غلطی جب بچے ماں باپ کو نہیں بتاتے پھر دوسری غلطی کرتے ہیں پھر تیسری غلطی کرتے ہیں پھروہ غلط قسم کے لوگوں کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں کیونکہ ماں باپ کو بتانا نہیں چاہتے دوسرے کہتے ہیں کہ نہیں نہیں اب تو بڑا مشکل ہے اور پھر وہ دور دور چلے جاتے ہیں تو اب بات کیا ہے کہ بچوں سے محبت پیار کا رشتہ استوار کیا جائے ان کو نیکیوں کی طرف لایا جائے تو جب عقیدہ درست ہوتا ہے پھر اصلاحِ عمل شروع ہو جاتا ہے اصلاحِ عمل کیا ہے؟ **أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ** نماز قائم کرنا ویسے تو بہت سے عمل کرنے ہیں لیکن نماز سب سے بڑا اور اہم عمل ہے اور اہم ہونے کے ساتھ ساتھ یہ دوسرے اعمال کی درستگی کا ذریعہ بھی بنتا ہے (آپ سورت العنکبوت آیت 45 میں پڑھ چکی ہیں۔ **اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡكَرِ‌ؕ** تو یہ نماز اعمالِ صالح ہے اور واجب ہے اور اقامتِ صلوٰۃ کا مطلب نماز صرف پڑھنا نہیں ہے بلکہ تمام ارکان اور آداب کے ساتھ پوری طرح بجالانا, اوقات کی پابندی کرنا اور پھر ساری زندگی نماز پڑھتے رہنا اب محرم سے ہمارا نیا سال شروع ہو گیا ہے اور محرم وہ مہینہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے سب سے زیادہ رمضان میں پھر پوچھا کہ اس کے بعد آپ نے کہا شعبان میں پھر اس کے بعد محرم میں آپ بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ اور اب کیا ہے کہ اقامتِ صلوٰۃ ساری زندگی کرتے رہنا تو ہمیں جب نیا سال شروع ہوتا ہے تو اس کے ہدف مقرر کرنے چاہیں کہ اس سال انشاءاللہ میں نے کوئی فرض نماز قضاء نہیں کرنی سب مل کر یہ طے کریں۔ اس سال انشاءاللہ پچھلی زندگی کے جتنے قضاء روزے ہیں اس کو آپ پورے کر لیں اور ابھی آج کل چھوٹے دن ہیں زیادہ روزے رکھیں اور آپ سے ایک چیز اچھی نہیں بنتی آپ اس کو پھر بناتی ہیں پھر بناتی ہیں کہ اچھی بنے۔ تو پتہ نہیں نمازیں پڑھیں تو اب تک کیسی پڑھیں پتہ نہیں روزے رکھے تو کیسے رکھے ، تو زیادہ سے زیادہ نیکیاں کریں تاکہ جو غلط چیزیں ہیں اس کی جگہ پھر اچھی چیزیں لے سکیں تو بہرحال نماز قائم کرو اور یہ جو تیسری وصیت ہے اصلاح اعمال سے متعلق اس میں اصلاح خلق کی بات بھی ہے اور وہ کیا ہے ؟ **وَأْمُرْ بِٱلْمَعْرُوفِ وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ**

کہ نیکی کا حکم دے اور بدی سے منع کر اب آپ دیکھیں کہ اسلام انفرادی دین نہیں ہے۔ نماز پڑھنے کو نہیں کہا نماز قائم کرنے کو کہا تو اب یہاں پر **فریضہِ اقامت دین** نیکی کا حکم دینا بدی سے منع کرنے کو کہا جا رہا ہے کہ لوگوں کو نیک کاموں کی دعوت دو اور برے کاموں سے روکو آپ پیچھے پڑھ ہی چکی کہ امت مسلمہ کا مقصد وجود کیا ہے اور آپ نے کیا پڑھا۔ **لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ** (143- سورت البقرہ) تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو۔ **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** سورت ال عمران۔ آیت 110) اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو۔ تو قرآن میں آپ کو مختلف انداز میں ملتا ہے اور اصل بات کیا ہے کہ نیکی کا حکم دینا اور بدی سے منع کرنا دونوں کام ایسے ہیں کہ پابندی سے کرنے چاہیں اور ہیں بڑے مشکل بڑی محنت چاہئے بڑی برداشت چاہئے اور سورت العصر میں بھی یہی بات آتی ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں بدی سے منع کرتے ہیں **تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** یہ ہمیں وہاں پر کس انداز میں ملتا ہے **وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ** (3- سورت والعصر)اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ تو یہ کام کرتے رہنا ہے کیونکہ جب بھی آپ نیکی کا حکم دیں گی تو خدمت کا صلہ دشمنی میں ملے گا ہو سکتا ہے صبح سے لے کے شام تک آپ گھر میں خدمت کریں اور ہو سکتا ہے جن کی آپ نے خدمت کی وہ شام کو آپ کو نفرت دے دیں غصہ دے دیں یعنی جن کے لئے آپ مرتے رہے وہ آپ کے دشمن بن جائیں۔ جیسے رسول اللہ ﷺ لوگوں پر مشک اور عنبر چھڑکتے رہے اور وہ آپ پر اوجھڑی ڈالتے رہے وہ آپ کو جادوگر ساحر کاہن مجنوں دیوانہ کہتے رہے آپ نے طائف والوں کے لئے دعا کی اور انہوں نے آپ کے پیچھے اوباش لڑکوں کو لگا دیا انہوں نے آپ کو زخمی اور لہولہان کر دیا فرشتہ آیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ آپ ﷺ کہیں تو پہاڑوں کے درمیان ان بستیوں کو پیس کر نہ رکھ دیا جائے تو آپ ﷺ کہتے ہیں کہ نہیں مجھے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہو سکتا ہے یہ نہیں تو ان کی نسلیں ہی ایمان لے آئیں۔ تو ہم بڑی جلدی ناراض ہو جاتے ہیں کہ لوگ آتے نہیں ہیں لوگ برا بھلا کہتے ہیں اور لوگ مانتے نہیں ہیں اور اب تو ہم یہ کام کریں گے ہی نہیں۔ اللّٰہ تعالی نے کہا یہ کام کرتے رہنا ہے نیکی کا حکم بھی دینا ہے بدی سے منع بھی کرنا ہے آپ دیکھیں اثبات پہلے ہے نفی بعد میں ہے۔ ہم بات کو نفی سے شروع کرتے ہیں یہ نہ کر، یہ نہ کر اور ماہرین نفسیات یہ بتاتے ہیں کہ کسی کو سکھانے کے لئے ہمیشہ بات کو مثبت انداز میں شروع کرنا چاہئے مثلاًاگر ایسا کر لیں تو کتنا اچھا ہو گا ہمیں ایسا کرنا چاہئے۔ ہم کہتے ہیں ایسا نہیں کرو بچے کے ساتھ نہیں سے بات کو شروع کرتے ہیں تو بچہ تنگ پڑ جاتا ہے تو ہاں سے بات کو شروع کرنا چاہئے (عرف) معروف طریقے سے نیکی کا حکم دیں اور جو برائیاں ہیں ان سے بھی روکنا چاہئے اچھائی پھیلے گی تو برائیاں مٹ جائیں گی روشنی پھیلے گی اندھیرے مٹ جائیں گے **وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَ** اور صبر کر اس پر جو مصیبت پڑے۔ نیکی کا حکم دینا اور بدی سے منع کرنا حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو نصیت کرتے ہیں تو پھر کیا ہوگا۔ کہ لوگ مخالفت کریں گے لوگ عداوت کریں گے دنیا لازماً ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑ جائے گی ہر قسم کی اذیتوں سے سابقہ پیش آئے گا کیونکہ نیکی کا راستہ کانٹوں کا راستہ ہے، ملامت کا راستہ ہے، ناگزیر ہے ہو نہیں سکتا کہ آپ نیکی کا حکم دیں اور لوگ آپ کی مخالفت نہ کریں، لوگ آپ کو برا بھلا نہ کہیں ، کوئی کہے گا لو جی سو چوہے کھا کر بلی حج کو چلی، یہ بڑی نیک بنی پھرتی ہے بڑی حاجن ہے کوئی کہے گا لو جی اپنا گھر نہیں دیکھا آپ کے اندر اگرسو بھی نیکیاں ہوں اور اگر ایک بھی غلطی ہوگی تو کہیں گے فلاں وقت ہم نے دیکھا تھا یہ غلطی کر رہی تھی تو انسان ہے کمی بیشی ہو جاتی ہے تو یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ جب نیکی کا کام کریں گے تو مصیبتیں

پیش آئیں گی تو اس پر صبر کرنا پھر اس پر جم جانا ہے ساری زندگی نیکی کرتے رہنا ہے آپ دیکھیں جہاں پھول ہوتا ہے وہاں کانٹا ضرور ہوتا ہے جہاں دھوپ ہوتی ہے وہیں پہ چھاؤں ہوتی ہے

ے جنگل کی دھوپ چھاؤں ہی جنگل کا حسن ہے
سایوں کو بھی قبول کرو روشنی کے ساتھ

ے عشق بڑھتا رہا سوئے دار و رسن زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا
راستہ روکتے روکتے تھک گئے زندگی کے بدلتے ہوئے زاویے

تو کیا کرنا ہے؟ صبر کرنا ہے **مَآ أَصَابَكَ** جو بھی مصیبت آئے کبھی بھی نیکی کو اس لئے چھوڑ نہیں دینا کہ بڑی مصیبت میں آگئے ہیں پھر حرام لینا شروع کر دیں پھر عبایا اتار دیں پھر جلباب چھوڑ دیں رشتہ داروں سے جتنا حسن سلوک کرتے جا رہے ہیں اتنا ہی وہ ہم سےزیادہ توقعات بناتے جا رہے ہیں اب ہمیں غصہ جاتا ہے کہ اتنا میں کرتی ہوں اتنا یہ پھیلتا جا رہا ہے۔ ٹھیک ہے لو بھئی میں بھی اس کو اب تگنی کا ناچ نچاتی ہوں۔ نہیں آپ نے نیکی کرنی چھوڑ نہیں دینی **وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ** یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے اس کا مطلب کیا ہے ایک اس کے معنی تو یہ ہیں ایک رائے تو یہ ہے بعض مفسرین کہتے ہیں یہ سارے جو انہوں نے نیکی کے حکم دئیے یہ ساری باتیں **عَزْمِ ٱلْأُمُورِ** میں سے ہیں نماز قائم کرنا، نیکی کا حکم دینا، بدی سے منع کرنا اور مصیبت پر صبر کرنا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ یہ جو صبر کرنا ہے **وَٱصْبِرْ عَلَىٰ مَآ أَصَابَكَ** یہ بڑے حوصلے کا کام ہے ہر کوئی صبر نہیں کر سکتا تو یہاں پر اشارہ کیا ہے کہ یہ کام نیک دلی سے کرنا نیم دلی سے نہ کرنا ڈھیلے ڈھالے ہاتھوں سے نہ کرنا عزیمت کے ساتھ کرنا سردھڑ کی بازی بھی لگانی پڑے تو لگا دینا۔ تو اگر آپ دیکھیں کہ **أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ** نماز قائم کرنا آپ بہت تھکی ہوئی ہیں سارا دن کام کیا ہے عشاء کی نماز تو بڑی بھاری ہو گی نیند بڑی آ رہی ہے لیکن آپ کو نماز پڑھنی ہے۔ رشتہ دار آ گئے ہیں آپ دعوت کر رہی ہیں گھر میں نماز قضا نہیں کرنی، آپ بازار گئی ہیں اب وہاں پر ظہر کی نماز اور عصر کی نماز بھی ہے نماز قائم کرنی ہے گھر سے ہی وضو کر کے جائیں اور سوچیں کہ وہاں پر کون سی جگہ ہے جہاں نماز پڑھنی ہے آپ کو پہلے سے پتہ ہونا چاہئے کسی دکان میں کسی سے بات کر کے یا کسی سے بات کریں کہ بھائی مجھے یہ دو فرض ادا کرنے ہیں چار فرض ادا کرنے ہیں نماز کی ادائیگی یہ بہت ضروری ہے۔ اسی طرح نیکی کا حکم دینا بدی سے منع کرنا مثلاً آپ نیکی کا حکم دے رہی ہیں انفاق، یتیم، مسکین ، پڑوسی ان کی مدد کر رہی ہیں معاشرے میں اچھے کام کر رہی ہیں ہر شخص یہ کام کرتا ہے تو خود بھی آپ شکر گزار بنیں دوسروں کو بھی بنائیں اسی طرح جب آپ بدی سے منع کرتی ہیں **وَٱنْهَ عَنِ ٱلْمُنكَرِ** کی تعریف میں مفسرین نے کیا کہا حقوق کا ادا نہ کرنا، ظلم کرنا، عہدوں کو توڑنا، فخر اور غرور کرنا بے حیائی کے کاموں میں ملوث ہو جانا ان سب چیزوں سے منع کرنا تو یہ ضروری ہے۔ اگر صبر نہیں ہوگا نہ نماز پڑھی جا سکتی ہے نہ نیکی کا حکم دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی بدی سے روکا جا سکتا ہے تو اس راہ میں اگر بازی کو جیتنا ہے اگر قدم آگے بڑھانا ہے اگر بلندی پہ چڑھنا ہے تو صبر بہت ضروری ہے اور صبر کیا ہے؟ صبر ہے مٹ جانا

ے مٹا دے اپنی ہستی کو گر کچھ مرتبہ چاہئے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

تو پھر کیا کرنا ہے؟ صبر اور استقامت کا پہاڑ بن جانا ہے۔ اللہ کے راستے میں عزم و ہمت کے ساتھ نیکی کا کام کرنا ہے تو **إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ ٱلْأُمُورِ** کا مطلب صبر ہے یہ یا یہ سارے نیکی کے کام یہ کوئی آسان نہیں ہیں اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق دے اور نیکیوں میں آگے بڑھائے اور مجھے اور آپ کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ بہت سے کام ہیں جن کا ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ ہم کریں گے نیکی کے

کام ہوتے ہیں لیکن پھر کرتے کیا ہیں پھر ڈھے جاتے ہیں پھر ہم کہتے ہیں کہ نہیں نہیں اتنا صبر میں نہیں کر سکتی ہم صبر کی ایک حد مقرر کر دیتے ہیں اور صبر کی کوئی حد نہیں ہے ۚ **إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ** یہ صبر بڑے اونچے درجے کی نیکی ہے اور بڑے نیک اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس نیکی کو ادا کرتے ہیں ۔ پیغمبر سب سے زیادہ ستائے گئے اور سب سے زیادہ مصیبتوں پر صبر پیغمبروں نے ہی کیا پھر اس کے بعد جو نیکی کے لحاظ ان سے قریب تر لوگ تھے جو زیادہ نیک تھے پھر وہ پھر اس کے بعد جتنا انسان نیک ہوتا ہے اتنی ہی اس پر آزمائش آتی ہے اور آزمائش پر صبر کرنا اس کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ اور صبر کیا ہے ؟شکوہ نہ کرنا ، نا شکری نہ کرنا ، لوگوں سے لڑنا بھڑنا نہیں۔ حضرت لقمان علیہ السلام کی یہ جو خوبصورت وصیتیں ہیں اللہ تعالی مجھے اور آپ کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے